

قیام پاکستان

ہندو کی مکاری ہار گئی۔ قائد کی فراست جیت گئی۔ اقبال کا خواب حقیقت کا روپ دھار چکا تھا۔ 14 اگست 1947ء وہ تاریخ ساز دن تھا جب برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں کو آزادی کی فضاؤں میں سانس لینے کا موقع ملا۔ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست دنیا کے نقشے پر نمودار ہوئی۔ سچ ہے کہ قائد اعظم محمد علی جناح ایک ایسے قائد تھے جن کے بغیر پاکستان کا خواب شرمندہ تعبیر ہونا ممکن نہ تھا۔
نہرو کی بہن نے درست کہا تھا:

”کہ اگر مسلم لیگ میں ایک سو ابوالکلام آزاد اور کانگریس میں ایک محمد علی جناح ہوتا تو ہندوستان کبھی تقسیم نہیں ہو سکتا تھا۔“

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

پاکستان کے ابتدائی مسائل

برصغیر کے مسلمانوں کی عظیم قربانیاں رنگ لائیں وطن عزیز کو حاصل کرنے کے لیے برصغیر کے مسلمانوں نے جس کٹھن اور طویل سفر کا آغاز کیا تھا وہ بالآخر ختم ہوا۔ سب سے بڑی اسلامی سلطنت دنیا کے نقشے پر ابھری۔
انگریز اور ہندو جو ہندوستان کی تقسیم کا تصور بھی گناہ عظیم سمجھتے تھے آج وہ خواب حقیقت کا روپ دھار چکا تھا۔ تقسیم ہند کا مسودہ برطانوی پارلیمنٹ میں پیش کرتے ہوئے وزیر اعظم لارڈ اٹلی نے کہا تھا۔

”ہندوستان تقسیم ہو رہا ہے لیکن مجھے امید ہے کہ تقسیم زیادہ دیر تک نہیں چلے گی۔“

انگریزوں نے ہندو لیڈروں سے مل کر پاکستان کے سامنے ایسے لاتعداد مسائل کے انبار لگا دیے کہ زیادہ دیر تک یہ ملک اپنی آزادی کو برقرار نہ رکھ سکے۔ قیام پاکستان کے بعد ہمیں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ان کا مختصر جائزہ یہ ہے۔

1- پاکستان کی سربراہی کا مسئلہ:

لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی اقتدار پسندی کا یہ حال تھا کہ وہ آزادی کے بعد بھی پاکستان اور ہندوستان کا مشترکہ گورنر جنرل بننا چاہتا تھا۔ کانگریس نے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا تھا لیکن قائد اعظم اس کی اسلام دشمنی سے آگاہ تھے۔ انہوں نے اسے اصولی طور پر ناممکن سمجھا۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن اپنی انا کو ٹھیس پہنچتے دیکھ کر پاکستان دشمنی پر تل گیا۔

2- بھارت کی پاکستان دشمنی:

ہندو ہندوستان کی تقسیم کو گامات کی تقسیم کہہ رہے تھے انہوں نے بادل ناخواستہ تقسیم کا فارمولا قبول کیا تھا انگریزوں نے انہیں یقین دلایا تھا کہ پاکستان زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا اور آخر کار ہندوستان کا حصہ بن جائے گا۔

گاندھی، پنڈت نہرو، سردار پٹیل، بلدیو سنگھ کھلے عام اعلان کرتے ہوئے نہیں جھکتے تھے کہ ہندوستان کی تقسیم عارضی ہے پاکستان زیادہ تر تک قائم نہیں رہ سکتا۔ عنقریب دوبارہ ہندوستان کا حصہ بن جائے گا۔

اس قسم کے بیانات سے دراصل ہندو مسلمانوں کے دلوں میں بددلی مایوسی کی فضا پیدا کرنا چاہتے تھے مگر عظیم قائد کی راہنمائی میں ہمیں تمام مشکلات کے باوجود تعمیر وطن میں مصروف ہو گئے۔

ریڈ کلف ایوارڈ:

3 جون 1947ء کے تقسیم ہند کے اعلان کے مطابق پنجاب اور بنگال کو اکثریت کی بنیاد پر تقسیم کیا جانا تھا۔ اس سلسلے میں فیصلہ کیا گیا کہ دونوں صوبوں کی تقسیم کے لیے حد بندی کمیشن بنایا جائے گا جس میں دو نمائندے پاکستان اور دو ہندوستان سے لیے جائیں گے۔ اور ان کا مشترکہ چیئرمین ایک انگریز ہوگا جو پوری دیانتداری سے پنجاب اور بنگال کی تقسیم کا فریضہ انجام دے گا۔ چنانچہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے برطانوی وکیل سر یرل ریڈ کلف کو دونوں کمیشنوں کا سربراہ مقرر کیا۔

حد بندی کمیشنوں کی تشکیل:

پنجاب کی حد بندی کے لیے پاکستان کے دو نمائندے:

1- جسٹس دین محمد 2- جسٹس محمد منیر

ہندوستان کے دو نمائندے

1- مہر چند مہاجن 2- تھپا سنگھ کوٹا مزد کیا گیا

بنگال حد بندی کمیشن کے لیے پاکستان کے دو نمائندے

1- ابوصالح اکرم 2- ایس اے رحمن

ہندوستان کے دو نمائندے

1- سی۔ سی۔ بسواس 2- بی کے مکر جی کوٹا مزد کیا گیا

ان دونوں کمیشنوں کا مشترکہ چیئرمین ریڈ کلف کو مقرر کیا گیا جس کا فیصلہ آخری ہوگا۔ ریڈ کلف نے اپنے فیصلوں کا اعلان 17 اگست کو کیا جس کی رو سے بنگال میں مسلم اکثریتی علاقے مرشد آباد، ضلع نادیا ہندوستان کے حوالے کر دیے اسی طرح 35 لاکھ آبادی پر مشتمل علاقہ بغیر کسی جواز کے ہندوستان کے حوالے کر دیا گیا۔

پنجاب کی تقسیم کے سلسلے میں حکومت سکھوں کی ناز برداری کرنا چاہتی تھی تو دوسری طرف انگریز ہندوؤں کو کشمیر کا تحفہ دینا چاہتے تھے۔

ریڈ کلف ایوارڈ کی وجہ سے نقصانات:

1- کلکتہ سے ملحقہ علاقوں مرشد آباد اور نادیا وغیرہ میں مسلمانوں کی اکثریت تھی ریڈ کلف نے ان مسلم اکثریتی علاقوں کو بھارت میں شامل کر کے کلکتہ کی اہم بندرگاہ سے پاکستان کو محروم کر دیا۔

2- گورداسپور، ہوشیار پور، جالندھر، فیروز پور کے اضلاع میں بھی مسلم اکثریت تھی انہیں بھارت کے حوالے کر دیا گیا۔

3- گورداسپور، ہوشیار پور، پٹھانکوٹ، جالندھر کی بھارت میں شمولیت سے کشمیر تک کا راستہ بھارت کے لیے آسان ہو گیا۔

4- کشمیر پر بھارتی تسلط سے پاکستان میں پہنچنے والے دریا ہندوستان کے قبضے میں چلے گئے۔

5- مشرقی پنجاب کے ان اضلاع میں بھارت نے سوچی سمجھی سکیم کے تحت قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا اور لاکھوں مسلمان موت کی ابدی راہ میں سلا دیے گئے کروڑوں مسلمان بے سروسامانی کی حالت میں پاکستان پہنچے۔

6- کروڑوں مسلمانوں کی آباد کاری، صحت، روزگار کی فراہمی کا مسئلہ پیش آیا۔

7- مادھوپور ہیڈورکس اور فیروز پور ہیڈورکس بھارت کے حوالے کر دیے گئے۔

3- مہاجرین کا مسئلہ:

آزادی کے بعد وطن عزیز پاک سرزمین کو جن سنگین مسائل کا سامنا کرنا پڑا ان میں مہاجرین کا مسئلہ سرفہرست ہے۔ تقسیم کے اعلان کے بعد ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت پورے ہندوستان میں مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا گیا انتہا پسند ہندو تنظیمیں دن دھاڑے مسلمانوں پر حملے کرتیں۔ قتل و غارت کا وہ بازار گرم کر دیا کہ شاید آسمان نے کبھی اس سے پہلے نہ دیکھا ہوگا اس سلسلے میں سکھ سب سے آگے تھے۔ سکھوں کی اکالی دل شہدی جتھا ہندوؤں کی راشٹرکے سیوک سنگھ کے مظالم چنگیز خاں اور ہلاکو خاں کو بھی مات کر گئے۔

پنجاب کے سکھوں نے ریڈ کلف ایوارڈ کا اعلان ہوتے ہی گورداسپور، ہوشیار پور، فیروز پور، پٹھانکوٹ، جالندھر اور مشرقی پنجاب کے دوسرے علاقوں میں مسلمانوں کو انتہائی بے دردی سے قتل کیا۔ گھروں دیہاتوں کو نذر آتش کر دیا گیا۔

اس بے سروسامانی کی حالت میں مسلمان ہجرت پر مجبور ہو گئے۔ لاکھوں کے قافلے روزانہ پاکستان پہنچنے شروع ہوئے۔ 1948ء تک تقریباً ایک کروڑ پچیس لاکھ مسلمان آگ اور خون کی فضا عبور کر کے پاکستان میں داخل ہوئے۔ تاریخ عالم میں شاید اتنا بڑا آبادی کا تبادلہ کبھی نہیں ہوا۔

4- انتظامی مسائل:

قیام پاکستان کے بعد کراچی کو عارضی دارالحکومت قرار دیا گیا۔ انتظامی امور کی انجام دہی کے لیے عمارتیں نہ ہونے کی وجہ سے فوجی بیرکوں اور خیموں کا سہارا لیا گیا۔

بھارت نے پاکستان کے حصے میں آنے والا فرنیچر، دفاتر اور دیگر سامان روک لیا۔ تمام بڑے بڑے عہدوں پر انگریز یا ہندو فائز تھے۔ وہ اب جا چکے تھے۔ ہندو جاتے ہوئے ریکارڈ بھی تباہ کر گئے جس سے مزید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ان خالی آسامیوں پر تربیت یافتہ افراد کے نہ ہونے کی وجہ سے غیر تربیت یافتہ افراد کا تقرر کرنا پڑا۔ مجبوراً بعض اہم عہدوں پر انگریزوں کو برقرار رکھنا پڑا۔

1947ء میں ایک امریکی مصنف کو دفتر خارجہ کا دورہ کرنے کا اتفاق ہوا وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ پورے دفتر میں صرف دو ٹائپ رائٹر موجود تھے۔ سرکاری افسران نے سامان کی کمی کو بھی آڑے نہ آنے دیا۔ ثابت ہوا کہ ہمت جواں مردی اور جذبے سے ہر جنگ جیتی جاسکتی ہے۔

5- سرکاری ملازمین کی پاکستان منتقلی:

تقسیم کے فوراً بعد پاکستان کے حصے میں آنے والے علاقوں سے ہندو ملازمین اپنے وطن واپس چلے گئے تھے۔ ان کی خالی کردہ آسامیوں پر سختی، قابل، دیانتدار اور تربیت یافتہ افسران کا انتخاب ایک مشکل مرحلہ تھا۔

ہندوستان سے مسلمان ملازمین کو لانے کے لیے سپیشل ٹرینیں چلائی گئیں۔ لیکن ہندوؤں اور سکھوں نے راستے میں گاڑیوں کو روک کر قتل عام شروع کر دیا ریلوے لائنیں اکھاڑ دی گئیں۔ جان بوجھ کر ہندو ریلوے کا عملہ کسی ویران جگہ پر کئی کئی دن تک گاڑی کو کھڑے رکھتا۔ بھارتی فضائی کمپنیوں نے ہوائی جہاز کرایہ پر دینے سے انکار کر دیا۔ بعد ازاں ایک برطانوی کمپنی نے آپریشن پاکستان کے نام سے 4 ستمبر کو 26 طیارے اس کام پر لگائے۔

املاؤں کی تقسیم:

برصغیر کی تقسیم کے بعد اثاثہ جات کی منصفانہ تقسیم وقت کی اشد ضرورت تھی۔ تقسیم کے وقت سٹیٹ بینک آف انڈیا میں ریزرو کے طور پر چار ارب روپے موجود تھے۔ جس میں 75 کروڑ روپے پاکستان کے حصے میں آئے۔ پہلی قسط کے طور پر 20 کروڑ روپے جاری کر دیے گئے۔ بھارت نے دوسری قسط جاری کرنے سے انکار کر دیا۔ بھارتی وزیر سردار پٹیل نے کہا کہ حکومت پاکستان کشمیر پر بھارتی تسلط تسلیم کرے تو باقی رقم ادا کر دی جائیگی۔

پاکستان کے سامنے لاتعداد مسائل تھے۔ ان مسائل پر قابو پانے کے لیے سرمایہ کی اشد ضرورت تھی لیکن ہمیشہ بھارت کی ہٹ دھرمی آڑے آتی رہی۔ بعد میں گاندھی کے کہنے پر 50 کروڑ ادا کر دیے گئے۔

7- افواج کی تقسیم:

ضروری تھا کہ دونوں آزاد ممالک فوجی لحاظ سے بھی آزاد ہوں۔ ہندو لیڈروں نے تقسیم ہند کو بادل نا خواستہ تسلیم کیا تھا۔ افواج کی تقسیم کے سلسلے میں ایک چھ رکنی کمیٹی مقرر کی گئی۔ تقسیم کا کام یکم اپریل 1948ء تک مکمل کیا جانا تھا تقسیم کا فارمولہ یہ طے پایا کہ فوج کے مسلم اکثریتی یونٹوں کو پاکستان اور غیر مسلم اکثریتی یونٹوں کو بھارت کا حصہ بنادیا جائے گا۔

متحدہ ہندوستان کا کمانڈر یہ چاہتا تھا کہ فوج کو تقسیم نہ کیا جائے اور انہیں ایک ہی کمانڈ کے تحت رکھا جائے لیکن یہ ناممکن تھا مسلم لیگ کا مطالبہ تھا کہ فوجی اثاثے بھی تقسیم کیے جائیں چنانچہ 64% اور 36% کے حساب سے فوجی اثاثے بھی تقسیم کرنے کا فارمولہ طے ہوا۔ بھارت نے اپنی روایتی بددیانتی سے کام لیتے ہوئے پاکستان کے حصے میں آنے والا فوجی ساز و سامان دینے سے انکار کر دیا۔

پاکستان کے حصے میں آرڈیننس سٹور سے 160,000 ٹن سامان ملنا تھا جو کہ 23225 ٹن ملا۔ فوجی گاڑیوں اور ٹینک میں پاکستان کا حصہ 1461 تھا مگر صرف 74 پاکستان کو ملے بکتر بند گاڑیاں 249 ملنا تھیں مگر ایک بھی نہ ملی ہر قسم کا گولہ بارود 40,000 ٹن ملنا تھا۔ مگر ایک گولی تک نہ ملی۔ انجینئرنگ کے متعلق مشنری 172667 ٹن پاکستان کا حصہ تھا مگر 1428 ٹن بھیجا گیا۔ پاکستان کے حصے میں آنے والے فوجی یونٹ جان بوجھ کر دور دراز علاقوں میں پہلے ہی ٹرانسفر کر دیے گئے تاکہ قتل و غارت کا بازار گرم کر کے نوزائیدہ مملکت خداداد کے سامنے مسائل کے انبار لگائے جاسکیں۔ ہندوستان کو کشمیر پر قبضہ کرنے میں دشواری پیش نہ آئے۔

متحدہ ہندوستان میں اسلحہ کی 16 فیکٹریاں تھیں جو کہ انگریزوں نے ہندو اکثریتی علاقوں میں لگائی تھیں۔ ان کی مشنری کا 1/3 پاکستان کو ملنا تھا لیکن ایک کیل تک نہ مل سکی۔

لارڈ ماؤنٹ بیٹن کا رویہ بھی پاکستان کے لیے نقصان دہ ثابت ہو رہا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ پاکستان کو اس کا جائز حصہ بروقت مل جائے۔ اس لیے فوجی کمانڈر آکلنگ کا ہیڈ کوارٹر ختم کر دیا گیا پاکستان کو فوجی ساز و سامان کی ترسیل روک دی گئی۔ انگریز کمانڈر نے بھارتی رویے سے تنگ آکر استعفیٰ دے دیا جس سے مزید مشکلات پیدا ہوئیں۔

پاکستان کا دفاعی لحاظ سے کمزور کرنے کی وہ گھناؤنی سازش جو ہندو لیڈروں اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے مل کر تیار کی تھی رنگ لارہی تھی لیکن پاکستان کا ہر فوجی وطن عزیز کی خاطر جان کی بازی لگانے کے لیے تیار تھا۔

8- نہری پانی کا جھگڑا:

تقسیم برصغیر نے دریاؤں کے قدرتی بہاؤ پر بھی اثر ڈالا۔ بین الاقوامی قانون کے مطابق جس ملک سے دریا گزرتا ہے وہ اس کے پانی سے مستفید ہونے کا پورا حق رکھتا ہے کوئی بھی ملک دریا کا رخ بدل کر دوسرے ملک کو آبی وسائل سے محروم نہیں کر سکتا۔

پاکستان فطری طور پر ایک زرعی ملک ہے۔ زراعت کے لیے پانی کے مسائل میں مزید اضافہ کرنے کے لیے نہری پانی کا تنازعہ شروع کیا گیا۔ تاکہ زرعی لحاظ سے کمزور ملک جلد ہی اپنا وجود ختم کر دے یہ سب کچھ بھی لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور ریڈ کلف کا کیا دھرا تھا جو آج تک ہم بھگت رہے ہیں۔ صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ کو دریائے سندھ اور اس کے معاون دریا سیراب کرتے ہیں۔ پنجاب کی تقسیم دریاؤں کی تقسیم پر بھی اثر انداز ہوئی راوی ستلج اور بیاس بھارت کی سرزمین سے گزر کر پاکستان میں داخل ہوتے ہیں۔

بھارت نے یکم اپریل 1948ء کو دریاؤں کا پانی روک دیا یہ قدم پنجاب اور سندھ کی زراعت کو تباہ کرنے کے مترادف تھا۔ پاکستان کی زراعت کا زیادہ تر دار و مدار دریائی پانی پر ہے۔

عالمی بینک نے صورت احوال کا جائزہ لیکر ثالثی کا کردار ادا کیا کافی غور و فکر کے بعد 1960ء میں سندھ طاس معاہدہ طے پایا۔ جس کی رو سے راوی ستلج اور بیاس پر ہندوستان کا حق تسلیم کر لیا گیا دریائے سندھ، چناب اور جہلم پاکستان کے حصے میں آئے۔ دریائے جہلم پر منگال ڈیم اور دریائے سندھ پر تربیلا ڈیم بنانے کے منصوبے بنائے گئے۔

9۔ ریاستوں کا مسئلہ:

انگریزوں کے دور حکومت میں متحدہ ہندوستان میں 635 ریاستیں تھیں۔ جہاں کے حکمران داخلی لحاظ سے آزاد تصور کیے جاتے تھے مگر خارجی طور پر ان پر برطانوی حکومت کو کنٹرول حاصل تھا۔ آزادی کی منزل قریب آتے ہی ان دیسی ریاستوں کے بارے میں بھی غور و فکر ہوا۔ کابینہ مشن پلان کے حوالے سے ریاستوں کے حکمرانوں کو مستقبل میں اپنی حیثیت اور مفادات کے تحفظ کی خاطر قانون سازی میں شمولیت اختیار کرنے کا اختیار دیا گیا تھا۔ 3 جون 1947ء کے اعلان تقسیم میں بھی یہ طے پایا کہ ریاستوں کے حکمران عوام کی پسند اپنے جغرافیائی محل وقوع اور مذہبی رجحانات کو سامنے رکھ کر کسی ایک ملک (ہندوستان، پاکستان) کے ساتھ الحاق کر سکتے ہیں۔ اکثر ریاستوں نے 14 اگست 1947ء تک ہندوستان یا پاکستان کے ساتھ شامل ہونے کا اعلان کر دیا۔ صرف چند ریاستیں باقی تھیں۔

(الف) ریاست حیدر آباد وکن:

اس ریاست کا حکمران نظام کہلاتا تھا جو کہ مسلمان تھا لیکن بد قسمتی سے عوام کی اکثریت ہندو تھی ریاست کی معاشی حالت بہت اچھی تھی نظام عوام میں ہر دلعزیز حکمران تھا۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ہندوستان کے گورنر جنرل کی حیثیت سے نظام پر دباؤ ڈالا کہ وہ ہندوستان کے ساتھ الحاق کا اعلان کرے مگر نظام مسلمان ہونے کے نا طے پاکستان کے ساتھ شامل ہونا چاہتا تھا۔ وہ بھارت کے ساتھ الحاق کی دستاویز پر دستخط کرنے کو راضی نہ ہوا ہندو لیڈروں نے وہاں کی ہندو عوام کو بھڑکانے کی کوشش کی۔

نظام حیدر آباد نے اسے اندرونی معاملات میں مداخلت قرار دیتے ہوئے سلامتی کونسل میں اپیل دائر کر دی ابھی اپیل پر کوئی کارروائی نہ ہو سکی تھی کہ ہندوستان نے فوجی طاقت کے ذریعے 11 ستمبر 1948ء کو جب پوری پاکستانی قوم بانی پاکستان کی وفات کے غم میں مبتلا تھی قبضہ کر لیا۔

(ب) جونا گڑھ:

کٹھیاواڑ کے علاقے میں ریاست جونا گڑھ واقع تھی بحیرہ عرب کے ساحل پر واقع ہونے کی وجہ سے اس کا سمندری رابطہ با آسانی کراچی سے قائم ہو سکتا تھا جونا گڑھ کا نواب مسلمان تھا لیکن آبادی کی اکثریت ہندو تھی یہ ریاست کراچی سے صرف 480 کلومیٹر دور تھی نواب نے پاکستان کے ساتھ الحاق کا اعلان کر دیا تو لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور دیگر ہندوستانی لیڈروں نے اسے غیر فطری الحاق قرار دیکر تسلیم کرنے سے انکار کر دیا حکومت پاکستان نے باقاعدہ طور پر الحاق کو تسلیم کرتے ہوئے ایک خط لارڈ ماؤنٹ بیٹن (گورنر جنرل ہندوستان) کو بھیج دیا۔ جونا گڑھ کے پاکستان سے الحاق کے ساتھ ہی بھارت کے طول و عرض میں صف ماتم بچھ گئی۔ گاندھی اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے ہندوؤں کو پاکستان کے خلاف استعمال کیا۔ ہر طرف ہڑتالیں۔ مار دھاڑ مسلم کش فسادات ہونے لگے۔ آخر بھارتی حکومت نے تمام بین الاقوامی اصولوں کو نظر انداز کرتے ہوئے جونا گڑھ پر حملہ کر دیا۔ اس طرح 8 نومبر 1947ء کو جونا گڑھ پر بھارتی تسلط قائم ہو گیا۔

(ج) مناد اور:

جونا گڑھ کے قریب بھی ایک اور ریاست مناد اور کے مسلمان حکمران نے بھی پاکستان کے ساتھ الحاق کا اعلان کیا تو بھارتی فوج نے جونا گڑھ کے ساتھ مناد اور میں بھی مداخلت کر کے قبضہ کر لیا جونا گڑھ اور مناد اور پر فوج کشی کے احکامات پر لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے دستخط موجود ہیں۔